TIGHT BINGING BOOK

UNIVERSAL LIBRARY
OU_222520
UNIVERSAL LIBRARY

OUP—43—30-1-71—5,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. Accession No.

Author

Title

This book should be returned on or before the date last marked below.

کلامِ جمیل

چند حمدیہ غزلیں

مصنفہ

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible]

ان من الشعر لحکمة و ان من البیان لسحرا

Checked 1975

کلام جلیل

جناب جلیل جانشین امیر مینائی لکھنوی کی چند چیدہ غزلیں

LIBRARY
HYDERABAD

منتخبہ

مولوی صدیق احمد صاحب اثر مجسٹریٹ ضلع بیڑ حیدرآباد دکن

نظامی اسٹیم پریس کچہری روڈ
میں وکٹوریہ لکھنؤ طبع

U
J 31 K
OSMANIA UNIV
LIBRARY
HYDERABAD-7

التماس

P. G.

والد ماجد جناب سبیل مدظلہ العالی کا کلام اس زمانے مین جو مقبولیت رکھتا ہے وہ محتاج بیان نہین ہے۔ بعض احباب کا تقاضا ہوا کہ جناب ممدوح کا مختصر کلام ایک سالے کی صورت مین اگر شایع کردیا جائے تو لطف محفل کے لیے خصوصاً بہت کار آمد ہوگا۔ اور اسکی ضرورت بھی ہے لہذا مین نے انکی فرمائش پوری کرنے کے لئے حضرت مصنف کی اجازت سے چند غزلیات غیر مطبوعہ اور چند اشعار مطبوعہ لے کر یہ گلدستہ مرتب کیا جسکو چھپوا کر شایع کرتا ہون۔ اگرچہ انتخاب مین چندان اہتمام نہین کیا گیا تاہم جو شعر ہے وہ بجائے خود انتخاب اور اپنے رنگ مین لاجواب ہے امید ہے کہ اہل ذوق اس کلام لطیف سے حظ روحانی اٹھائینگے۔

صدیق احمد اثر

Checked 1975

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غزل نعتیہ نمبر (۱)

جمے یہ دل مین الٰہی خیال احمدؐ کا — کہ روز خواب مین دیکھون جمال احمدؐ کا

کیا ہی کسنے اشارے سے چاند دو ٹکڑے — کہو فلک سے کہ دیکھے کمال احمدؐ کا

خدا نے بخشدی اُمت کو نعمتِ دارین — گیا نہ ایک بھی خالی سوال احمدؐ کا

کلیم طور پہ جانے کی کیون کرین تکلیف — کہو کہ دیکھ لین آکر جمال احمدؐ کا

خداوہ روزِ مبارک تجھے دکھائے جلیل

کہ آئے قاصدِ خندہ فال احمدؐ کا

غزل نمبر (۲)

یہ رنگ گلاب کی کلی کا — نقشہ ہے کسی کی کم سنی کا

ہے سرخی پان عیان گلے سے — جلوہ ہے یہ شیشے مین پری کا

بلبل کی بہار مین نہ پوچھو — منھ چومتی ہے کلی کلی کا

منھ پھیر کے یون چلی جوانی — یاد آگیا روٹھنا کسی کا

سمجھے تھے نہ ہم کہ تم پہ مرنا — ہوجائے گا روگ زندگی کا

دیکھو نہ جلیل کو مٹاؤ

مٹ جائے گا نام عاشقی کا

غزل نمبر (۳)

کوئی حسین ہو مجھے اک نگاہ کرلینا — جگر کو تھام کے چپکے سے آہ کرلینا

تم آئینے مین کر دسیر اپنے جوبن کی ہماری آنکھ سے بھی اِک نگاہ کرلینا

رہے بچاؤ کا پہلو بھی قتل کرنے مین مری خطا پہ مجھی کو گواہ کرلینا

ہمارے بعد رہے پاس راز الفت کا کہین نہ حال تم اپنا تباہ کرلینا

ستم ہے اُن کیلئے جو نباہ کرتے ہین تمھین تو کھیل ہے دو دن کی چاہ کرلینا

وہ جس سے ملتے ہین اُس سے ضرور کہتے ہین

جلیل سے نہ کہین رسم وراہ کرلینا

غزل نمبر (۴)

زیبا یہ نہ تھا تمکو دل لیکے دغا کرنا ان ہونٹوں سے کیا کہنا ان ہاتھوں سے کیا کرنا

سینے پہ مرے چڑھنا سر تن سے جدا کرنا قاتل یہ سبھی کرنا جلدی نہ ذرا کرنا

مجکو یہ مرے دل نے جاتے ہوے سمجھایا دلبر کی جفا سہنا قسمت کا گلا کرنا

مین نے جو تمھین چاہا کیا اِس مین خطا میری یہ تم ہو یہ آئینہ انصاف ذرا کرنا

پیکاں ہے جو پہلو میں پہلو ہی میں رہنے دے
اچھا نہیں او ظالم دو دل کا جدا کرنا

جاتے ہو خدا حافظ ہاں اتنی گذارش ہے
جب یاد ہم آجائیں ملنے کی دعا کرنا

اس آپکی غفلت پر افسوس جلیل افسوس
کیا کر چلے دنیا سے تھا آپ کو کیا کرنا

غزل نمبر (۵)

نکلنا قتل سے میرے تمہیں دشوار ہو جاتا
لب زخم جگر جس دم لب اظہار ہو جاتا

نظر کی چوٹ کھا کر دل اگر بیکار ہو جاتا
تو غم کیا تھا نشانے کو جگر تیار ہو جاتا

نکلنے کیلئے ارمان مرے دل میں مچلتے ہیں
مزہ ہوتا جو کوئی تیر دل کے پار ہو جاتا

ترے جلوے سے غش آنا نہیں موقوف موسیٰ پر
یہ مے ہے کہ جو پیتا وہی سرشار ہو جاتا

کیا چلکر مجھے بسمل تو کیا تعریف ناوک کی
تری چٹکی میں رہتا اور دل کے پار ہو جاتا

جھلک پردے کی تھی جسنے اڑائے ہوش موسیٰ کے
نہیں معلوم کیا ہوتا اگر دیدار ہو جاتا

جلیل اُن نالہ تمکو کھینچنا تھا سامنے اُنکے
کہ اپنے دردِ دل کا بے سبب اظہار ہو جاتا

غزل نمبر (۶)

دستِ نازک سے وہاں خنجر نکلکر رہگیا
آج مشتاقِ شہادت ہاتھ ملکر رہگیا

دیکھکر متوالی آنکھیں پاؤں اُٹھتے ہی نہیں
بارہا ساغر بھی اُس محفل میں چلکر رہگیا

امتحان وہ کر چکے سینے پہ سر رکھکے ہاتھ
دردِ دل جاتا کہاں پہلو بدلکر رہگیا

دستِ قاتل کی نزاکت پاؤں کی زنجیر ہے
تیز خنجر تھا مگر دو ہاتھ چل کر رہگیا

یار سے جبتک نہو ملنا جبھی تک خیر ہے
شمع سے پروانہ لپٹا اور جل کر رہ گیا

دن جو دشمن کے پھرے میرے بھی پھرنا چاہیے
کیا زمانہ ایک ہی کروٹ بدلکر رہ گیا

حرفِ مطلب یار سے کہتا میں کیونکر اے جلیل
لب کا کھلنا تھا کہ اک نالہ نکلکر رہ گیا

غزل نمبر (۷)

توجو میری لاش پر سایہ فگن ہو جائیگا
اے مرے قاتل وہی میرا کفن ہو جائیگا

ہم نہ سمجھے تھے کہ اے صیاد تیرے دور مین
سب قفس بھر جائینگے خالی چمن ہو جائیگا

دشت غربت مین روشن اپنی ہے مثل نقش پا
جس جگہ ہم بیٹھ جائینگے وطن ہو جائیگا

زخم دیکہان دونون ملکر دینگے قاتل کو دعا
کوئی تو ہوگا زبان کوئی دہن ہو جائیگا

پردہ پوشی کے رہین محتاج کیون تیرے شہید
خون کی چادر جو پھیلے گی کفن ہو جائیگا

ہاتھ اٹھین یا نہ اٹھین آگئی جبدن بہار
مثل گل خود پرزے پرزے پیرہن ہو جائیگا

رنج کیا اس کا جو مرجھائی کلی دلکی جلیل
ایک دن نذر خزان سارا چمن ہو جائے گا

غزل نمبر (۸)

ساقی نے مست نرگس مستانہ کردیا
ایسی پلائی آج کہ دیوانہ کردیا

ٹھنڈا ہے وہ جسنے لگا کر جگر مین آگ
شمع جمال کا مجھے پروانہ کردیا

ہوتا ہے سحر آنکھ مین لیکن نہ اسقدر
جسپر نگاہ پڑگئی دیوانہ کردیا

کی محتسب نے آج یہ اصلاح میکدہ
شیشون کو توڑ توڑ کے پیمانہ کردیا

ہر وقت ہمین شوخ حسینون کا ہے خیال
دل کو جلیل تم نے پریخانہ کردیا

غزل نمبر (۹)

رُک گیا چل کے ہاتھ قاتل کا
ہو گیا خون حسرتِ دل کا

کہہ رہا ہے یہ رنگ قاتل کا
مین ہون بسمل نگاہِ بسمل کا

اشکباری نہین یہ فرقت مین
آنکھ کہتی ہے ماجرا دل کا

میرے ہوتے نگاہ دشمن پر
تیر بہکا ہوا ہے قاتل کا

کہہ رہی ہے یہ آنکھ ساقی کی
میرے دم سے ہے رنگ محفل کا

سرخ ہون کیون نہ پھول گلشن کے ۔ چوستے ہین لہو عنا دِل کا

دہنِ زخم کیون ہنسے نہ جلیل
ہاتھ اوچھا پڑا ہے قاتل کا

غزل نمبر (۱)

دیر مین آیا تو کیا قاصد شتاب آیا تو کیا ۔ اُن کو آنا چاہیے خط کا جواب آیا تو کیا

آنکھ بھی ساقی ملا تا جا خدا کے واسطے ۔ دور مین خالی اگر جام شراب آیا تو کیا

رات کو آکر جو تم ملتے تو ہان اک بات تھی ۔ صبح کو صورت دکھانے آفتاب آیا تو کیا

رات کو سونا نہ سونا سب برابر ہو گیا ۔ تم نہ آئے خواب مین آنکھو مین خواب آیا تو کیا

عمر گذری ہے مرے دل کو تڑپتے لوٹتے ۔ برق کے حصے مین دم بھر اضطراب آیا تو کیا

عشق مین میری تھی رسوائی جہانتک ہو چکی ۔ اب مرے بس مین دلِ خانہ خراب آیا تو کیا

تابِ نظارہ نہین میری نظر کو اے جلیل
بے نقاب آیا تو کیا وہ با نقاب آیا تو کیا

غزل نمبر (۱۱)

موسمِ گل مین عجب رنگ ہے میخانے کا
شیشہ جھکتا ہے کہ منھ چوم لے پیمانے کا

خوب انصاف تری انجمنِ ناز مین ہے
شمع کا رنگ جمے خون ہو پروانے کا

اُٹھ گئے آپ جو پہلو سے قیامت آئی
مل گیا درد کو پہلو مرے تڑپانے کا

جان دیدے نہ کرے آہ بہت مشکل ہے
عشق کرنے کو جگر چاہیے پروانے کا

مین سمجھتا ہون تری عشوہ گری کو ساقی
کام کرتی ہے نظر نام ہے پیمانے کا

رات بھر آتشِ حسرت سے جلا کرتی ہے
شمع پر صبر پڑا ہے کسی پروانے کا

صحبتِ پیرِ مغان مین یہ کھُلا راز جلیل
خُلد کہتے ہین جسے نام ہے میخانے کا

غزل نمبر (۱۲)

مری نظر نے عجب کار ہلا جو کیا — کہ تجکو لاکھ حسینوں میں انتخاب کیا
چمن سے ہو کے جدا بوے گل یہ کہتی ہے — صبا نے چلکے مجھے خانماں خراب کیا
چھلک چھلک کے ترے جامِ مے نے اے ساقی — ستم کیا مری توبہ کو آب آب کیا
وہ میری لاش پہ آئے ہیں یہ گلہ کرنے — کہ تیرے خون نے دامن مرا خراب کیا

جلیل کیا کہوں ترکِ شراب کا انجام
جلا کے آتشِ غم نے مجھے کباب کیا

غزل نمبر (۱۳)

چل پھر کے تمنے رنگ چمن کا بڑھا دیا — غنچے کو پھول پھول کو گلشن بنا دیا
دل دے دیا نظر کو جگر تیرِ ناز کو — دونوں کو آج ہمنے ٹھکانے لگا دیا

ساقی کے دم سے باغ میں ہی میکدی کا رنگ
جس گل پہ آنکھ پڑ گئی ساغر بنا دیا

جی چاہتا ہی پھر کوئی تجھسے کروں سوال
تیری نہیں نہیں نے غضب کا مزا دیا

آنکھوں کا ہے یہ رنگ محبت میں اے جلیل
پوچھا کسی نے حال تو دریا بہا دیا

غزل نمبر (۱۴)

حسن و الفت میں خدا نے ربط پیدا کر دیا
درد دل مجکو دیا تم کو مسیحا کر دیا

جان لے لینا جلانا کھیل ہے معشوق کا
آنکھ سے مارا لب نازک سے زندا کر دیا

مجکو شکوہ ہے کہ دل کا خون قاتل نے کیا
دل یہ کہتا ہی مجھے قطرے سے دریا کر دیا

دل ادھر رخصت ہوا ہوش اُسطرف چلتے ہوے
کسکی آنکھوں نے یہ در پردہ اشارا کر دیا

دل تڑپتا ہے تو کچھ تسکین ہوتی ہے جلیل
جی بہلنے کو خدا نے درد پیدا کر دیا

غزل نمبر (۱۵)

ہے ستم ناز سے آنا سرِ مدفن تیرا
خاک اُڑ کر نہ کہیں تھام لے دامن تیرا

چاہتا ہوں کہ جنوں میں یہ اثر پیدا ہو
میں کروں جامہ دری چاک ہو دامن تیرا

سن جو کم ہے تو زیادہ ہے ستم کا لپکا
قتل کو کھیل سمجھتا ہے لڑکپن تیرا

مجھ سے کہتا ہے جنوں فصلِ بہار آنے دے
پھر وہی ہاتھ ہے میرا وہی دامن تیرا

پیش خیمہ ہیں قیامت کے یہی دو فتنے
باڑھ پر قد ہے ترقی پہ ہے جوبن تیرا

گھر ہمیشہ ترے آئینے کا آباد رہے
جس میں جلتا ہے چراغِ رخِ روشن تیرا

الحمد للہ چمن میں صفتِ نکہتِ گل
غنچہ غنچہ ہے جلیل آج نشیمن تیرا

غزل نمبر (۱۶)

کھلے جو گل تو مجھے شوقِ گلعذار ہوا
بہار آتے ہی سودا گلے کا ہار ہوا

خدنگِ ناز کی مین روک تھام کیا کرتا
مجھے خبر بھی نہین کب جگر کے پار ہوا

پسِ وصال بھی ہے مستیِ وصال وہی
بہار ختم ہوئی مین نہ ہوشیار ہوا

عجیب خوگرِ آزارِ دل ملا ہی مجھے
گھٹا جو دردِ جگر اور بیقرار ہوا

کوئی ادا مین کوئی حسن مین ہوا مشہور
جلیل عشق مین یکتا ئے روزگار ہوا

غزل نمبر (۱۷)

جب سے خونریز ہوا غمزہ طرحداروں کا
کام چلتا ہے نہ تیرون کا نہ تلوارون کا

گوشۂ دل مین جگہ ہمکو ملے اے صیاد
قیدخانہ ہو نیا تازہ گرفتارون کا

وضعداری اسے کہتے ہین کہ مرتے مرتے
درد نے ساتھ نہ چھوڑا ترے بیمارون کا

ٹھیس ساغر کی جو توبہ کو لگی ٹوٹ گئی
نام بدنام ہوا مُفت مین میخوارون کا

مُنھ لگایا نہ دوا کو نہ غذا کو دیکھا
کبھی پرہیز نہ ٹوٹا ترے بیمارون کا

دیکھیے کیا ہو غمِ عشق کا انجام جلیل
مجھ سے بھی حال بُرا ہے مرے غمخوارون کا

غزل نمبر (۱۸)

نالہ دلِ مضطر سے نکلجائے تو اچّھا
قاتل یہ مرا وار بھی چل جائے تو اچّھا

آرام گیا صبر گیا دل سے نکل کر
کمبخت تمنّا بھی نکلجائے تو اچّھا

ساقی سے یہ کہدو کہ چلی بادِ بہاری
ایسے مین کوئی دَور بھی چل جائے تو اچّھا

بُلبل کے کلیجے مین کھٹکتا ہی یہ کانٹا
صیّاد گلستان سے نکل جائے تو اچّھا

سو بار جلیل اُسنے گرایا ہی نظر سے
اب بھی دلِ بیتاب سنبھل جائے تو اچّھا

غزل نمبر (۱۹)

حوصلہ وصل کا قسمت نے نکلنے نہ دیا
اُن کو شوخی نے مجھے دل نے سنبھلنے نہ دیا

قتل کر کے مجھے جانا تھا اُنھین مقتل سے
آپ چلتے ہوے تلوار کو چلنے نہ دیا

جام پر جام پلاتی رہی چشم ساقی
مجکو اِس دورِ مُسلسل نے سنبھلنے نہ دیا

اپنی شوخی پہ بہت ناز تھا اُنکو لیکن
مین نے آغوشِ تصور سے نکلنے نہ دیا

آپ بھی لوٹ گیا مجکو لُٹا کر قاتل
آہ نے تیر وہ مارا کہ سنبھلنے نہ دیا

لب بلب ہو کے عجب کام کیا ساغر نے
لفظ توبہ کا مرے مُنھ سے نکلنے نہ دیا

وہی راتین ہین جدائی کی وہی دن ہین جلیل
اِس زمانے کو زمانے نے بدلنے نہ دیا

غزل نمبر (۲۰)

آنکھوں نے مری حشر کا ساماں نہیں دیکھا
جبتک تجھے اے جلوہ جاناں نہیں دیکھا

آشفتگیِ خاطرِ ناشاد نہ پوچھو
کیا تمنے کبھی خواب پریشاں نہیں دیکھا

جسدن سے گرفتار ہوئی بلبلِ شیدا
اُسدن سے کسی پھول کو خنداں نہیں دیکھا

گردش تو زمانے کی بہت دیکھی ہے لیکن
کروٹ تجھے لیتے شبِ ہجراں نہیں دیکھا

وہ درد جلیل آپ کو قسمت سے ملا ہے
جسکو کبھی منت کشِ درماں نہیں دیکھا

غزل نمبر (۲۱)

پائمالی کے تو لائق دلِ ناشاد نہ تھا
کیا کوئی اور ستم اور ستم ایجاد نہ تھا

اللہ اللہ اسے جادو نظری کہتے ہیں
آنکھ اُسنے جو ملائی دلِ ناشاد نہ تھا

ناز غمزے بھی رہے میری شہادت میں شریک
لاکھ چھریاں تھیں فقط خنجر جلّاد نہ تھا

ہاتھ کیوں روک لیا اُسنے دمِ ذبح جلیلؔ
شکر تھا لب پہ مرے شکوہ بیداد نہ تھا

غزل نمبر (۲۲)

ناشاد رہ گیا نہ کوئی شاد رہ گیا
چرچا ستم کا او ستم ایجاد رہگیا

آسان نہیں ہے کوچہ دلبر کا چھوٹنا
اُٹھکر جو میں چلا دلِ ناشاد رہگیا

وعدے کیساتھ شرط یہ اچھی ہے آپکی
وعدہ وفا کرینگے اگر یاد رہگیا

جب سے چھری ادا کی نکالی ہے یار نے
بیکار ہو کے خنجرِ فولاد رہگیا

میں بیخودی میں بھول گیا سبکو اے جلیلؔ
قدرت خدا کی ہے کہ وہ بُت یاد رہگیا

غزل نمبر (۲۳)

یہ گُل کھلا ہے نیا باغ آشنائی کا
کہ دل بھی داغ مجھے دیگیا جُدائی کا

ذرا ذرا سی شکایت پہ روٹھ جاتے ہین
نیا نیا ہے ابھی شوق دلربائی کا

بلا کا زور تھا تیری شراب مین ساقی
غرور توڑ دیا جس نے پارسائی کا

ہزار رنگ بدلتا ہے آسمان لیکن
شب وصال سے بدلا نہ دن جدائی کا

جلیل دل کی حفاظت ضرور ہے ورنہ
یہ مٹکے نام مٹا دیگا آشنائی کا

غزل نمبر (۲۴)

وہ کاش خنجر ابرو سے قتل کر جاتا
ہم اسکو دیکھ تو لیتے بلا سے سر جاتا

یہ کیا ادا ہے کہ آتے ہی ہو لی گھر کی
تم اسقدر تو ٹھہرتے کہ دل ٹھہر جاتا

ہمین ہین ایسے کہ غم ترے اُٹھاتے ہین رقیب پر جو یہ پڑتی غضب مر جاتا

جب خلیل وعدہ معشوق کا بھر وسہ کیا
ابھی زبان سے کہتا ابھی مُکر جاتا

غزل نمبر (۲۵)

مجکو بدنام آپ کو رُسوا کیا دِل کی بیتابی نے جو چاہا کیا

یاد اب تاکہ ہے انھین میری وفا کہتے ہین افسوس مین نے کیا کیا

چال قاتل کی قیامت کر گئی مین ادھر خنجر اُدھر تڑپا کیا

کہدو تصویر خیالی بھی یہ چھپے لطف کیا تم نے اگر پردا کیا

ہائے دیکھا سوئے غیر اُسنے خلیل
اور تو اے سخت جان دیکھا کیا

غزل نمبر (۲۶)

نادان تھے وہ شباب نے ہشیار کر دیا
فتنے کو خوابِ ناز سے بیدار کر دیا

تلوار ہو کہ تیر ہو خنجر ہو یا سنان
سب کو تری نگاہ نے بیکار کر دیا

پست و بلند کوچۂ قاتل کی تھی زمین
بسمل نے لوٹ لوٹ کے ہموار کر دیا

صورت تو ابتدا سے تری لاجواب تھی
ناز و ادا نے اور طرحدار کر دیا

جینے کی تو اُمید کہاں ہجر میں جلیل
مرنا بھی انتظار نے دشوار کر دیا

غزل نمبر (۲۷)

ہمارا دِل وہ گُل ہے جس کو زلفِ یار میں دیکھا
جو زُلفیں ہو گئیں برہم گلے کے ہار میں دیکھا

یہ اُس سے پوچھیئے جذبِ محبت کا اُثر کیا ہے ؟
مہِ کنعان کو جس نے مصر کے بازار مین دیکھا

خلاصہ اُس کو سمجھو سرگزشتِ طور و موسیٰ کا
مری آنکھون نے جو کچھ جلوہ گاہِ یار مین دیکھا

کوئی دیوانہ شاید آگیا تھا دشتِ وحشت مین
کہ اک پُرزہ گریبان کا کفِ ہر خار مین دیکھا

چمن مین اک بُتِ نازک ادا محوِ تماشا ہے
نیا گُل آج ہم نے دامنِ گلزار مین دیکھا

جلیل اک ناز کی قیمت دل و جان دین ایمان ہے
عجب اندھیر ہم نے حسن کے بازار مین دیکھا

غزل نمبر (۲۸)

چمک کر بولی وہ برقِ نظر آج — کہ لونگی خرمنِ دل کی خبر آج
بھڑک اُٹھی ہے دل مین آتشِ عشق — کچھ اشکِ گرم دیتے ہین خبر آج
الٰہی دل مین ہے کون آنیوالا — کھلا ہے جو درِ چاکِ جگر آج
نہین کٹتی نہین کٹتی شبِ غم — نہین ہوتی نہین ہوتی سحر آج
پڑی تلوار قاتل کی جو اوچھی — ہنسے کیا کیا لبِ زخمِ جگر آج
کہو اُن سے بچائین دامن اپنا — کہ ہے شعلہ فگن داغِ جگر آج

جلیل آمد ہے شاید فصلِ گُل کی
ہرے پھر ہو گئے زخمِ جگر آج

غزل نمبر (۲۹)

چلے ہائے دم بھر کو مہمان ہو کر
مجھے مار ڈالا مری جان ہو کر

یہ صورت ہوئی ہر کہ آئینہ بہر ن
مرے منہ کو تکتا ہے حیران ہو کر

بگڑنے میں زلف ساکی بن آئی
لئے رُخ کے بوسے پریشان ہو کر

نہ آخر بچا پردہ رازِ دشمن
ہوا چاک میرا گریبان ہو کر

حواس آتے جاتے رہے روز وعدہ
تری یاد ہو کر مری جان ہو کر

بتوں کو جگہ دل میں دیتے ہو توبہ
جلیل ایسی باتیں مسلمان ہو کر

غزل نمبر (۳۰)

بے وفائی کا گلہ اے دلِ ناشاد نہ کر
وہ تجھے بھول گیا تو بھی اسے یاد نہ کر

ہدفِ تیرِ نظرِ غیر ہو میرے ہوتے سب ستم کر یہ ستم او ستم ایجاد نہ کر

ناوکِ ناز سے کرتے ہیں کلیجا چھلنی اور ارشاد یہ ہوتا ہے کہ فریاد نہ کر

کیا زیارت یوہیں کرتے ہیں کسی تربت کی قبر کو روند کے مٹی مری برباد نہ کر

صبح کو رات کا افسانہ ہے بیکار جلیل
عہدِ پیری میں جوانی کے مزے یاد نہ کر

غزل نمبر (۱۳)

ستم ڈھانے لگیں آنکھیں تمھاری فتنہ زا ہو کر
نظر سے اب نظر ملتی ہے پیغامِ قضا ہو کر

حسینوں سے شناسائی دلیلِ خوش نصیبی ہے
مصاحب بن گیا آئینہ صورت آشنا ہو کر

وہ دل لیتے ہین کس کس ناز سے اہلِ محبت کا
بگڑ کر، مسکرا کر، مہربان ہو کر، خفا ہو کر

فلک سے بھی صدائے الاماں کانوںمیں آتی ہے
کہاں پہونچی ہے آہ نارسا میری رسا ہو کر

خدا رکھے سلامت اے جلیلؔ آزارِ الفت کو
مزہ دینے لگا دردِ جگر آخر دوا ہو کر

غزل نمبر (۳۲)

یہ جو سر نیچے کئے بیٹھے ہین | جان کتنوں کی لئے بیٹھے ہین

گوشۂ آنچل کے ترے سینے پر | ہائے کیا چیز لئے بیٹھے ہین

دستِ وحشت کو خبر کردے کوئی | ہم گریبان سیئے بیٹھے ہین

ہائے پوچھو نہ تصور کے مزے | گود مین تم کو لئے بیٹھے ہین

آپ کے ناز اُٹھانے والے جان کو صبر کئے بیٹھے ہین

ذکر کیا جام و سبو کا نہ جلیل

ایک میخانہ پیئے بیٹھے ہین

غزل نمبر (۳۳)

خوب آیا ہے ترے وصل کا پہلو دل مین
دلکو سینے سے لگائے ہوں کہی تو دل مین

ہمنے پہلو مین پری خانہ بنا رکھا ہے
روز آرہتے ہین دو ایک پری رو دل مین

جتنوین دیکھ کے تڑپا کئے ہم ساری رات
آنکھ آنکھون مین رہی آنکھ کا جادو دل مین

مدت تیرے مجھے ہونے مین کچھ عذر نہین
بات اتنی ہی کہ پہلو مین ہے دل تو دل مین

اشک خون یاد مین ساقی کی جو پیتا ہون جلیل

دانے انگور کے بنجاتے ہین آنسو دل مین

غزل نمبر (۳۴)

پوچھونگا پھر بہارِ چمن کی خبر کو مین
پہلے گلے لگا لون نسیم سحر کو مین

سوتے مین کھل گئی ہی جو وہ زلف مشکبو
کیا کیا ملا رہا ہون نسیم سحر کو مین

یہ اپنا حوصلہ ہے کہ قاتل کے سامنے
ہو جائے دل نشانہ تو رکھدون جگر کو مین

اچھا نہین کہ ہو رخ محبوب بے نقاب
پردہ اُٹھے تو ڈالدون اپنی نظر کو مین

پھر کون کہہ سنائے گا قاتل کی داستان
رکھون کھلا ہوا لب زخم جگر کو مین

اک شمع ہے مزار پہ وہ بھی بجھی ہوئی
کیا دیکھکر بلاؤن نسیم سحر کو مین

جبتک بغل مین ہے دل نیا رسان جلیل
کیون جاؤن ڈھونڈنے کسی بیداد گر کو مین

غزل نمبر (۳۵)

ہزارون جان دینے کیلئے تیار بیٹھے ہین — مگر وہ ہین کہ زانو پر دھرے تلوار بیٹھے ہین

ابھی شاید کوئی ارمان انکے دل مین باقی ہے — جو میری لاش پر کھینچے ہوے تلوار بیٹھے ہین

کہو برق جمال یار سے ہان پر اک کیا ہے — جگر تھامے ہوے طالب دیدار بیٹھے ہین

سمان وہ میکدے کا آجتک آنکھون مین پھرتا ہے — کہ ساقی بیچ مین چارون طرف میخوار بیٹھے ہین

بہار آنے پہ دیکھا چاہئے کیا رنگ وحشت ہو — ابھی سے ہوش اڑنے کیلئے تیار بیٹھے ہین

گریبان پھاڑنا گلیون مین پھرنا غنیمت تھا — جنون کا ساتھ جب سے چھٹا بیکار بیٹھے ہین

جلیل اب کیا کہون تمسے اداسی بزم ہستی کی
ہزارون تھے جہان بیٹھے وہان دو چار بیٹھے ہین

غزل نمبر (۳۶)

دشمنون پر نگہِ لطف و کرم ہی کہ نہین
تمھین انصاف سے کہدو یہ ستم ہی کہ نہین

مین تو سُنتا ہون تمھین بھی ہی محبت مجھسے
سچ کہو تم کو مرے سر کی قسم ہی کہ نہین

خوش خرامی سے اُنھین کام خبر کیا اِسکی
کسی پامال کا دل زیرِ قدم ہی کہ نہین

آکے بالین پہ مرے ہاے کسی کا کہنا
دیکھنا کچھ مرے بیمار مین دم ہی کہ نہین

فکر رہتی ہے شب و روز حسینون کی جلیل
کچھ تمھین مردِ خدا اور بھی غم ہی کہ نہین

غزل نمبر (۳۷)

جگر تھامے ہوے بیٹھے ہین جتنے سُننے والے ہین
مرے پُر درد نالے بھی بڑے بیدرد نالے ہین

نزاکت کی جو لیتے ہین ہمارے دیکھنے بھالے ہین
وہ ایسے ہین کہ لاکھون عہد و پیمان توڑ ڈالے ہین

تمہارا وعدہ سچا، قول سچا، اور تم سچے
مگر اس سے وہ کیا خوش ہو جو جینے کے لالے ہین

جسے مارا تری تیغ نگاہ ناز نے مارا
خدا لگتی کہینگے ہم بھی اک دن نیولاے ہین

جنون لیلےٰ کے آگے قیس کو اس دھج سے لایا ہے
پھٹے کپڑے ہین منھ پر گرد ہے تلوون مین چھالے ہین

جلیل ایسے بھی وہی چار نکلینگے زمانے مین
بتون کو گھورتے ہین اور پھر اللہ والے ہین

غزل نمبر (۳۸)

وہ اپنے مرنے والون کا منھ سے جس دم نام لیتے ہین
یہ دیکھا ہے کہ ہاتھون سے کلیجا تھام لیتے ہین

ہمین کیا حسن والون سے اگر آباد ہے دنیا
تمہارے نام لیوا ہین تمھارا نام لیتے ہین

سمجھ کر شاخِ گُل بُلبُل ہوا سے ٹوٹ پڑتی ہے

وہ جبدم دستِ نازک مین گلابی جام لیتے ہین

جہان لاکھون کرشمے ہین وہان اک شان یہ بھی ہے

اَدا سے کام لیتے ہین قضا کا نام لیتے ہین

جلیل اتنو نکلنا وادیِ وحشت سے مشکل ہے

جہان اُٹھکر چلے ہم خار دامن تھام لیتے ہین

غزل نمبر (۳۹)

ناصحا ہم ترکِ اُلفت کیا کرین
ہو جو بے قابو طبیعت کیا کرین

ایک وہ ہین چاہنے والے ہزار
بے وفائی کی شکایت کیا کرین

قابلِ جور و جفا سمجھے ہمین
شکر کی جا ہے شکایت کیا کرین

یار نے قدرِ محبت کچھ نہ کی
اب بتا ہم اے محبت کیا کرین

ایک دل تھا آگیا وہ ایک پر اب کسی سے ہم محبت کیا کرین

اب تو کرتے ہین قیامت وہ بپا دیکھیے روزِ قیامت کیا کرین

جی بہلتا ہے تڑپنے مین جلیل

شکوہ دردِ محبّت کیا کرین

غزل نمبر (۴۰)

تڑپتے لوٹتے ہین، نالہ و فریاد کرتے ہین

ہم اپنے بھولنے والون کو یون ہی یاد کرتے ہین

ذرا ملنا، ذرا کھنچنا، ذرا نرمی، ذرا گرمی

مزے لے لے کے وہ عشّاق پر بیداد کرتے ہین

کہین کشتون کی لاشین ہین کہین کشتونکے مدفن ہین

جدھر جاتے ہین وہ بستی نئی آباد کرتے ہین

ہماری بیخودی کا حال وہ پوچھین جو اے قاصد

تو کہنا ہوش اتنا ہے کہ تم کو یاد کرتے ہین

جلیلؔ آسان نہین آباد کرنا گھر محبت کا
یہ اُن کا کام ہے جو زندگی برباد کرتے ہین

غزل نمبر (۴۱)

بُتانِ ماہ پیکر عاشقون کے دل مین رہتے ہین
جفا پیشہ تو ہین لیکن وفا منزل مین رہتے ہین

کسی دن کیا عجب جامِ شہادت ہاتھ آجائے
اِسی اُمید پر ہم کوچۂ قاتل مین رہتے ہین

چراغ و شمع پر کیا منحصر ہے رات بھر جلنا
بہت سے جلنے والے آپ کی محفل مین رہتے ہین

تصور مین نگاہِ شوق مین پہلوے عاشق مین
کہین بھی وہ رہین لیکن تلاشِ دل مین رہتے ہین

شب مہتاب ہو خلوت کدہ ہو یار ہو ہم ہون
جلیلؔ ارمان یہ وہ ہین جو سب کے دلمین رہتے ہین

غزل نمبر (۴۲)

مزے بیتابیون کے آرہے ہین
وہ ہم کو ہم اُنھین سمجھا رہے ہین

ابھی کل تک تھے کیسے بھولے بھالے
ذرا اُبھرے مین آفت ڈھا رہے ہین

رہے دامن بھرا اُن کا ہمیشہ
لحد پر پھول جو برسا رہے ہین

مجھے تو انتظارِ چارہ گر ہے
الٰہی غش پہ غش کیون آرہے ہین

ستم دیکھو جگر مین لیکے چٹکی
وہ کہتے ہین کہ دل بہلا رہے ہین

کبھی ہم نے پیا تھا بادۂ عشق
جلیلؔ اُسکے مزے اب آرہے ہین

غزل نمبر (۴۳)

شوخ آنکھوں کے اشارے اور ہین — تیر جو قاتل نے مارے اور ہین
یون تو ہے سارا جہان مشتاقِ دید — چاہنے والے تمھارے اور ہین
بعدِ قتلِ عام بولی وہ نگاہ — حوصلے دل مین ہمارے اور ہین
یہ جبینون مین گذرتی ہے جلیل
آج کل اپنے ستارے اور ہین

غزل نمبر (۴۴)

یا خدا دردِ محبت مین اثر ہی کہ نہین — جسپہ مرتا ہون اُسے میری خبر ہے کہ نہین
مجھسے ارشاد یہ ہوتا ہی کہ تڑپا نہ کرو — کچھ تمھین اپنی اداؤن پہ نظر ہے کہ نہین
آج تقدیر بھی کمبخت پڑی سوتی ہی — کس سے پوچھون شبِ فرقت کی سحر ہے کہ نہین

ہاتھ رکھو مرے سینے پہ تو ظاہر ہو جائے
سوزِ دل ہے کہ نہین سوزِ جگر ہے کہ نہین

آپ سے آنکھ ملاؤن یہ مری طاقت ہے
دیکھتا یہ ہون کہ اگلی سی نظر ہے کہ نہین

اپنے دامن سے نہ اُسنے کبھی آنسو پوچھے
ڈوبنے کی جگہ دیدۂ تر ہے کہ نہین

سچ تو کہتا ہے ترا ناصح غمخوار جلیل
تجکو انجامِ محبّت پہ نظر ہے کہ نہین

غزل نمبر (۴۵)

وعدے پہ وہ عدو کی قسم کھائے جاتے ہین
تسکین دینے آئے تھے تڑپائے جاتے ہین

عصمت بھی بڑھتی جاتی ہے جوبن کے ساتھ ساتھ
سُن سُن کے دھوم حُسن کی شرمائے جاتے ہین

ساقی ترے نثار مزے مین کمی نہ ہو
لینا خبر کہ ہوش مین ہم آئے جاتے ہین

آنکھین بھی مانگتی ہین دل ابرو بھی زلف بھی
مجکو سب اپنی اپنی طرف کھائے جاتے ہین
کس کس مزے سے دیکھ رہے ہین وہ آئنہ
صورت پہ اپنی آپ ہی للچائے جاتے ہین
کیا جانے کیا جلیل نے چپکے سے کہدیا
آنکھین جھکائے لیتے ہین شرمائے جاتے ہین

غزل نمبر (۴۶)

خیالِ ابروِ قاتل مین تڑپے دل جگر برسون
وہ بسمل ہون کہ مین نے زیرِ خنجر کی بسر برسون
ہنسے تھے ایک دن زخمِ جگر اسکا یہ پھل پایا
لہو روتی رہی ناسور بن کر چشمِ تر برسون

ہزارون مین یہی دو آشنا ثابت قدم نکلے
مہینوں دردِ دل ٹھہرا، رہا دردِ جگر برسون

بہت دشوار ہے معشوق کا ہموار ہو جانا
وہ ملتے ہین مگر ملتی نہین اُن کی نظر برسون

طلب ہر روز کی ساقی مجھے مجبُور کرتی ہے
پلا دے آج وہ ساغر رہے جس کا اَثر برسون

ترے ارمان کو ہم نے بڑے نازون سے پالا ہے
جگر کھاتا رہا پیتا رہا خُونِ جگر برسون

ترے چھپنے پہ بھی ہم نے مزے دیدار کے لُوٹے
تصوّر مین رہی صورت تری پیشِ نظر برسون

مئے گُلرنگ سے گلزار ہے یارون کا مجمع ہے
یہی جلسے رہین یارب یہی شام و سحر برسون

جو دلکش ہین مرے مضمون جلیل اسکا یہ باعث ہے
کہ دل مین رہ چکا ہر اک بتِ جادو نظر برسون

غزل نمبر (۴۷)

مریضون کو تسکین ذرا دیتے جاؤ ۔۔۔ دعا لیتے جاؤ دوا دیتے جاؤ
دیا ہے جو دل مفت سمجھو اسکو ۔۔۔ خطا مین نے کی ہر سزا دیتے جاؤ
ستم کا ہے لپکا پھر آنا پڑے گا ۔۔۔ مجھے زندگی کی دعا دیتے جاؤ
مرا دل تو برباد ہی کر چلے تم ۔۔۔ کہان اب ملو گے پتا دیتے جاؤ
گذرگاہِ خوبان مین اپنی صدا ہے ۔۔۔ کوئی بوسہ راہِ خدا دیتے جاؤ
ستم ہے یہ بسمل سے دامن بچانا ۔۔۔ ذرا زخمِ دل کو ہوا دیتے جاؤ

جلیل آہی جائے گا رحم اُس صنم کو
تم اللہ کا واسطا دیتے جاؤ

غزل نمبر (۴۸)

بوئے مے پا کے مین چلتا ہوا میخانے کو
اِک پری تھی کہ اُڑا لے گئی دیوانے کو

ہاتھ مین آتے ہی کیا پاؤن نکالے ساقی
آفرین ہے ترے چلتے ہوئے پیمانے کو

حسنِ خدمت کا صلہ دیکھیے یون پاتے ہین
رُخ مِلا آئینے کو زُلف مِلی شانے کو

توبہ کرنے پہ بھی اِتنا ہے علاقہ باقی
دُور سے دیکھ لیا کرتے ہین میخانے کو

ہاتھ دھونے پڑے توبہ سے جو دیکھا ہمنے
دستِ ساقی مین چھلکتے ہوئے پیمانے کو

کیا کہون تم پہ طبیعت مری آئی کیونکر
دیکھ لو شمع پہ گرتے ہوئے پروانے کو

حسرتِ میکدہ کہتی ہے یہ مجھسے کہ جلیل
دِل سے شیشے کو لگا آنکھ سے پیمانے کو

غزل نمبر (۴۹)

جب سے اے تیغِ ادا چھوڑ گئی تو مجکو
کوئی تسکین کا ملتا نہین پہلو مجکو

تمنے ملتے ہی نظر چھین لیا دل میرا
پھر یہ کہتے ہو کہ آتا نہین جادو مجکو

وہی کوچہ وہی قاتل وہی ہنگامہ حشر
لیچلا اے دلِ بیتاب کہان تو مجکو

یہی رونا ہے تو کچھ شک نہین رسوائی مین
سب کی آنکھون سے گرائینگے یہ آنسو مجکو

اور کیا مانگئے محشر مین یہی کافی ہے
مین تجھے مانگ لون اللہ سے اور تو مجکو

درِ ساقی پہ صدا دیر سے دیتا ہے جلیل
شیشہ و جام کا صدقہ کوئی چلّو مجکو

غزل نمبر (۵۰)

آئے ہین وہ بکھرائے ہوئے زلفِ دوتا کو
کہتے ہین کہ ہم مان گئے آہِ رسا کو

مرجائین اگر دردِ محبت مین کمی ہو — بیمار ترے زہر سمجھتے ہین دوا کو

سب خیر مناتے ہین مے و جام کی ساقی — دیتے ہین دُعا ہم تری مستانہ ادا کو

ان شوخ حسینون پہ جو آتی ہو جوانی — تلوار بنا دیتی ہے ایک ایک ادا کو

تم سیر کو جانے لگے ہر روز چمن مین — ہاتھ آئے شگوفہ نہ کوئی بادِ صبا کو

اچھے سے جلیل آپ نے دل اپنا لگایا

جانے جو محبت کو نہ پہچانے وفا کو

غزل نعتیہ نمبر (۵۱)

ہم ایما آپ کا پاتے تو آتے اپنی آنکھون سے

گھر شکون کے روضے پر چڑھاتے اپنی آنکھون سے

زیارت کی تمنا مین خیالِ رنج و راحت کیا

کڑی جو راہ مین پڑتی اُٹھاتے اپنی آنکھون سے

نظر آتا کوئی تنکا اگر پیشِ بسر کی گلیون مین
اُٹھاتے اپنی پلکون سے لگاتے اپنی آنکھون سے

در و دیوار کے انوار نظرون مین سما جاتے
وہ نقشہ اپنے دل پر کھینچ لاتے اپنی آنکھون سے

خدا کرتا کبھی حضرت سے آنکھین چار ہو جاتین
ہم اپنا دردِ دل سب کہہ سُناتے اپنی آنکھون سے

یہ سُنتے ہین کہ آنسو موتیون مین تولے جائینگے
مزہ ہوتا جو ہم دریا بہاتے اپنی آنکھون سے

تصور گر اُچٹتا بھی تو رو کر پھر جما لیتے
ہم اپنے پیارے روٹھے کو مناتے اپنی آنکھون سے

جلیل اشکِ ندامت جوش پر آتے تو کیا کہنا
ہم اپنی بگڑی حالت کو بناتے اپنی آنکھون سے

غزل نمبر (۵۲)

بات ساقی کی نہ ٹالی جائیگی
کر کے توبہ توڑ ڈالی جائے گی

دل لیا پہلی نظر میں آپنے
اب ادا کوئی نہ خالی جائے گی

آتے آتے انکو آئے گا خیال
جاتے جاتے بے خیالی جائے گی

اے تمنا تجکو رو لوں شام وصل
آج تو دل سے نکالی جائے گی

قبر میں بھی ہوگا روشن داغ دل
چاند پر کیا خاک ڈالی جائے گی

دیکھتے ہیں غور سے میری شبیہ
شاید اسمیں جان ڈالی جائے گی

فصل گل آئی جنون اچھلا جلیل
اب طبیعت کیا سنبھالی جائے گی

غزل نمبر (۵۳)

گلے سے ملکے جو وہ تیغ سُرخرو ہوتی
لپٹ لپٹ کے تصدّق رگِ گلو ہوتی

ملے نہ خُوب ہوا ورنہ ہوش ہی جاتے
ابھی تو اُنکی ہے پھر اپنی جُستجو ہوتی

جما ہوا تھا وہان رنگ خونِ عاشق کا
حنا تھی ایسی کہان کی جو سُرخرو ہوتی

بگڑتی دونون مین عارض پہ ٹنے کیلئے
اِدھر نگاہ اُدھر زُلفِ مشکبو ہوتی

جلیلؔ سبزۂ خط کی بہار کیا کہئے
خضر بھی ہوتے تو مرنے کی آرزو ہوتی

غزل نمبر (۵۴)

ترا شباب رہے ہم رہین شراب رہے
یہ دَورِ عیش کا تا دَورِ آفتاب رہے

پکارے کہتے ہین اب اُنکے آتشین رُخسار
کہ دامن اپنا بچائے ہوے نقاب رہے

کسی کی راہ شبِ وعدہ دیکھنا ہی مجھے
الگ تھلگ مری آنکھوں سے آج خواب رہے

دو روزہ حسن تو لاکھوں کی جان لیتا ہی
نجانے کیا ہو اگر کچھ دنوں شباب رہے

کسی کو تاب کہاں تھی کہ سامنے آتا
برہنہ تیغ رہے وہ جو بے نقاب رہے

جلیل اب ہوسِ مے کہاں بقولِ امیر
مزے شراب کے تا عالمِ شباب رہے

غزل نمبر (۵۵)

یہ کہنا اس سے اے قاصد جو محوِ خود پرستی ہے
کہ تیرے دیکھنے کو آنکھ مدت سے ترستی ہے

بنے ہین جب سے وہ ساقی مزے کی مے پرستی ہے
ادھر مے ہے پیالون مین ادھر آنکھون مین مستی ہے

جوانی نے دیئے ہین اُن کو لاکر ہمنشین کیا کیا

ادا مین ناز چتون مین حیا آنکھون مین مستی ہے

وہ میکش ہون کہ آتا ہے جو لب پر نام توبہ کا

تو مجھ پر جوش مین آکر گھٹا کیا کیا برستی ہے

جلیل اُستاد کا کہنا سنو باندھو کمر تم بھی

عجب بستی مدینہ ہے جہان رحمت برستی ہے

غزل نمبر (۵۶)

ناز بھی ہوتا ہے ہوتی ہے بیداد بھی
سب گوارا ہے جو تم سنتے رہو فریاد بھی

تجھ سے ملنے پر بُت بیدرد یہ عقدہ کھلا
بھولی بھولی شکل والے ہوتے ہیں جلاد بھی

کیا تماشا ہو وہ کرتے ہین جو وعدہ وصل کا
دل یہ کہہ دیتا ہے چپکے سے ہے جب یاد بھی

اے چمن والو چمن مین یون گذارا چاہیے
باغبان بھی خوش رہے راضی رہے صیاد بھی

چُپ بیٹھ ہو رہتے تو کیا کرتے تھارے داد خواہ
لب پہ ہر دم آتے آتے تھک گئی فریاد بھی

تم جو کہتے ہو بگڑ کر ہم نہ آئینگے کبھی
یہ بھی کہدو اب نہ آئیگی ہماری یاد بھی

ہائے کیا حسرت کدہ تھا دل ہمارا اے جلیل
ہو گیا دو روز مین آباد بھی برباد بھی

غزل نمبر (۵۷)

تلوار کھچکے پنجۂ قاتل مین رہ گئی
بسمل کی آرزو دلِ بسمل مین رہ گئی

پھرتی رہی نگاہ مین تصویر یار کی
آخر اُتر کے آنکھ سے وہ دل مین رہ گئی

ہے تنگ کی جگہ کہ نہ مٹی ہوئی خراب
بسمل کی لاش کوچۂ قاتل مین رہ گئی

اے یار تیری نیم نگاہی کے مین نثار
کچھ آرزو نکل گئی کچھ دل مین رہ گئی

قاتل کا ہاتھ ہائے رکا بھی تو کب رکا
تھوڑی سی جان جب تنِ بسمل مین رہ گئی

خوش ہو رہے ہین دل لیئے وہ ناوک نکال کے
اسکی خبر نہین کہ خلش دل مین رہ گئی

کی شست و شو ہزار مگر پھر بھی اے جلیل
رنگت لہو کی دامنِ قاتل مین رہ گئی

غزل نمبر (۵۸)

شبِ وعدہ عذرِ جفا ہو رہا ہے
وہان آج خونِ وفا ہو رہا ہے

ترے حسن کا ذکر مذکور میرا
یہی آج کل جا بجا ہو رہا ہے

کھلے ہین جو ابتک لبِ زخمِ بسمل
ترا شکر قاتل ادا ہو رہا ہے

یہان اُڑ گئی خاک اہلِ وفا کی
وہان امتحانِ وفا ہو رہا ہے

ستم ہے ستم کعبۂ دل کا ڈھانا
یہ کیا کر رہے ہو یہ کیا ہو رہا ہے

وہ لیتے رہے جان نثارون کی جانین
کسی نے نہ پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے

جلیل آجکل کشورِ دل مین اپنے
غمِ عشق فرمان روا ہو رہا ہے

غزل نمبر (۵۹)

ہر اک محفل مین ذکرِ نرگسِ مستانہ ہوتا ہے
یہی مَے اب تو چلتی ہے یہی پیمانہ ہوتا ہے

ذرا مین ہوش مین آؤن تو پوچھون اپنے ساقی سے
نظر توبہ شکن ہوتی ہے یا پیمانہ ہوتا ہے

نہین ممکن کہ ہر انسان مین سوزِ محبت ہو
ہزارون مین کہین اک دل جلا پروانہ ہوتا ہے

سمجھ والے سمجھ سکتے نہین رازِ محبت کو
وہی کچھ باخبر ہوتا ہے جو دیوانہ ہوتا ہے

جفا ہو یا لگاوٹ ہو وفا ہو یا رُکاوٹ ہو
طرحدارون کا ہر انداز معشوقانہ ہوتا ہے

شب وعدہ یہان آخر ہوئی جاتی ہے دم بھر مین
دہان زُلفِ پریشان مین ابھی تک شانہ ہوتا ہے

جلیل اچھا ہے دل کو صاف رکھنا ہر کدورت سے
اسی گھر مین ظہورِ جلوۂ جانانہ ہوتا ہے

غزل نمبر (۶۰)

دل جلے عشق کے ڈرتے نہین جل جانے سے
لذتِ سوزِ جگر پوچھیے پروانے سے

چشمِ ساقی کا اشارہ ہے یہ پیمانے سے
دیکھ ہشیار نہ جائے کوئی میخانے سے

حُسن دیکھا جو بتون کا تو خدا یاد آیا
راہ کعبے کی ملی ہے مجھے بتخانے سے

رس بھری آنکھ جو دیکھی ہے تری ای ساقی
میری نیت نہین بھرتی کسی پیمانے سے

خوب مستی مین گذرتی تھی شب و روز جلیل
ہوش نے آکے نکالا مجھے میخانے سے

غزل نمبر (۶۱)

چلتے پھرتے جہان نظر آئے ۔ آنکھ سے دلمین وہ اُتر آئے

اسکو محوِ خیال کہتے ہین ۔ کی نظر جسپہ تم نظر آئے

بزم قاتل مین جسکو آنا ہو ۔ وہ ہتھیلی پہ رکھ کے سر آئے

خیر ہو دل کی آج دامن مین ۔ چند ٹکڑے مجھے نظر آئے

کر گئے بیخبر دو عالم سے ۔ خوب لینے مری خبر آئے

دی دعا جام دے کے ساقی نے ۔ ہوش مین تو نہ عمر بھر آئے

اُسکے جاتے ہی صبر و ہوش و قرار ۔ چلتے پھرتے مجھے نظر آئے

دل کے داغون کا ہے وہ رنگ جلیل
باغ جیسے بہار پر آئے

غزل نمبر (۶۲)

دیکھا جو حسنِ یار طبیعت مچل گئی
آنکھوں کا تھا قصور چھری دل پہ چل گئی

ہم تم ملے نہ تھے تو جدائی کا تھا ملال
اب یہ ملال ہے کہ تمنا نکل گئی

ساقی تری شراب جو شیشے میں تھی پری
ساغر میں آ کے ادبھی سانچے میں ڈھل گئی

دشمن سے پھر گئی نگہِ یار شکر ہے
اک پھانس تھی کہ دل سے ہمارے نکل گئی

پینے سے کر چکا تھا میں توبہ مگر جلیلؔ
بادل کا رنگ دیکھ کے نیت بدل گئی

غزل نمبر (۶۳)

ساقیا کیوں نہ ہوس ہو مجھے میخانے کی
دل ہے شیشے کا مرا آنکھ ہے پیمانے کی

ساری محفل کو لٹا کر یہ کہا ساقی نے
اک ادا تھی مرے چلتے ہوئے پیمانے کی

شمع پر خون کا الزام ہو ثابت کیونکر　　پھونک دی لاش بھی کمبخت نے پروانے کی
ہمسے پیمانونکی اگر یون ہی مدارات رہی　　دھوم ہو جائیگی ساقی ترے میخانے کی

بیخودی مین بھی یہی منھ سے نکلتا ہے جلیل
"شیشے آباد رہین خیر ہو میخانے کی"

غزل نمبر (۶۴)

غیر کیا ناز اٹھائینگے بہت مشکل ہے　　یہ ہمارا ہے کلیجا یہ ہمارا دل ہے
جو کچھ ارشاد ہے ناصح کا بجا ہی لیکن　　مین حسینون کو نہ چاہون یہ بہت مشکل ہے
یار بھی رنگ بدلتا ہے زمانے کیطرح　　وہی دم بھر مین مسیحا ہو وہی قاتل ہے
شمع کی جا دلِ عشاق جلا کرتے ہین　　ہو مبارک کہ بہت گرم تری محفل ہے

تشنہ کامی کی شکایت مجھے کیون ہو گی جلیل
مہربان مجھپہ مرا ساقی دریا دل ہے

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY HYDERABAD

غزل نمبر (۶۵)

وصال یار بھی ہر دور میں شراب بھی ہے
قمر بھی ہے مرے پہلو میں آفتاب بھی ہے

ثبوت عشق کو یہ دو گواہ کافی ہین
جگر مین داغ بھی ہے دل مین اضطراب بھی ہے

غرور حسن تجھے جسقدر ہو زیبا ہے
خدا کے فضل سے صورت بھی ہے شباب بھی ہے

مرے لئے نہین پینے کی کچھ کمی ساقی
کہ چشم مست بھی ہے ساغر شراب بھی ہے

ستم کی چال ستم کی ادا ستم کی نگاہ
ترے ستم کا ستمگر کوئی حساب بھی ہے

جلیل نے تمھین چاہا تو کیا گناہ کیا
تمھین بتاؤ تمھارا کہین جواب بھی ہے

غزل نمبر (۶۶)

چھپنے والے تجھے خبر بھی ہے
نگہ شوق پردہ در بھی ہے

شمع کے ساتھ مین جلون کبتک — اے شبِ غم تری سحر بھی ہے

دل مرا آنکھ آپ کی بیمار — جو ادھر رنگ ہے اُدھر بھی ہے

کسکو سمجھون مین رازدار اپنا — دل بھی دشمن ہی چشمِ تر بھی ہے

ایک تو شوخ ہی تری چتون — اُسپہ طرّہ کہ فتنہ گر بھی ہے

محوِ نظّارہ آئنہ کبتک — بندہ پرور مری نظر بھی ہے

کچھ تو بیچین ہین وہ شوخی سے — کچھ مری آہ کا اثر بھی ہے

تیرے پیکان کو اب کہان رکھون — دل بھی صدچاک ہے جگر بھی ہے

ہے تماشا کہ دلفگارون مین — نام قاتل کا چارہ گر بھی ہے

کتنی تھوڑی ہے شامِ وصل جلیل

شام بھی ہے یہی سحر بھی ہے

غزل نمبر (٦٧)

ساقیا صحبتِ دیرینہ جو یاد آتی ہی — چشمِ تر صورتِ پیمانہ چھلک جاتی ہی

تیغِ قاتل نے شگوفہ یہ نیا چھوڑا ہے — دل تڑپتا ہے تو زخموں کو ہنسی آتی ہی

پوچھتا ہے جو کوئی حالِ دلِ بسمل کا — آنکھ سے خون کی اک بوند ٹپک جاتی ہی

تیرے بسمل کا کوئی پوچھنے والا نہ رہا — اب تو تلوار بھی منہ دیکھکے رہجاتی ہی

قتلِ عشاق کو ہر چند زمانہ گذرا — دستِ قاتل سے ابھی خون کی بو آتی ہی

محفلِ عیش دمِ صبح جو برہم ہوگی — شمع کو فکر ہے ایسی کہ گھلی جاتی ہی

اور نشتر تو فقط ہیں رگِ سودا کیلئے — نگہِ یار رگِ جان میں اتر جاتی ہی

یہ نہ سمجھو خلشِ دل سے تڑپتا ہے جلیل
ناوکِ ناز کی لذت اسے تڑپاتی ہے

غزل نمبر (۶۹)

مجھے جس دم خیالِ نرگسِ مستانہ آتا ہی
بڑی مشکل سے قابو مین دلِ دیوانہ آتا ہی

مزہ دیتا ہے جب بادل سوئے میخانہ آتا ہی
صراحی جھومتی ہی وجد مین پیمانہ آتا ہی

فراقِ یار سے بڑھکر وصالِ یار آفت ہے
قریب شمع مرنیکے لئے پروانہ آتا ہی

مچلنا روٹھنا بیچین دل کا اکتاتا ہے
یہ وہ عاشق ہی جسکو نازِ معشوقانہ آتا ہی

کوئی ساغر بکف ہے کوئی محوِ چشمِ ساقی ہی
ہمارے ہاتھ دیکھین کون سا پیمانہ آتا ہی

حواس آئے ہوے پھر کھودئے لیلےٰ نے مجنونکے
یہ کہنا تازیانہ تھا - مرا دیوانہ آتا ہی

جلیل اس سے پتہ چلتا ہی دلکی بیقراری کا
کہ لب پر شعر جو آتا ہے بیتابانہ آتا ہی

غزل نمبر (۶۹)

عجب ادا سے چمن مین بہار آتی ہو | کلی کلی سے مجھے بوے یار آتی ہے

رفو نہ کر اسے اے بخیہ گر خدا کیلئے | کہ چاک دل سے ہوا خوشگوار آتی ہے

چلا ہے تیر ادھر سے قضا یہ کہتی ہے | دوا ے دردِ دلِ بیقرار آتی ہے

شکست و فتح کا نقشہ چمن دکھاتا ہے | خزان کا کوچ ہے فصلِ بہار آتی ہے

ہواے سرد کے جھونکے نہین یہ بادہ کشو | نسیمِ رحمتِ پروردگار آتی ہے

نصیب کہتے ہین مجھ سے کہ تم رہو بیدار | ہمین تو نیند شبِ انتظار آتی ہے

کچھ اختیار کسی کا نہین طبیعت پہ | یہ جب یہ آتی ہے بے اختیار آتی ہے

تلاشِ یار کی صورت یہ خوب ہے کہ جلیل
مری فغان اُسے گھر گھر پکار آتی ہے

غزل نمبر (۷)

دردسے واقف نہ تھے غم سے شناسائی نہ تھی
ہاے کیا دن تھے طبیعت جب کہین آئی نہ تھی

یاد ہین وہ دن کہ تم کو دلبری آئی نہ تھی
آنکھ مین جادو نہ تھا لب مین مسیحائی نہ تھی

سچ کہا زاہد یہ تو نے زہر قاتل ہے شراب
ہم بھی کہتے تھے یہی جب تک بہار آئی نہ تھی

بیقراری کیون نہ ہو تازہ شکار عشق ہون
چوٹ وہ کھائی ہے دل پر جو کبھی کھائی نہ تھی

ایک دن دیکھی تھی اُسنے وحشت مجنون کی سیر
پھر تو لیلےٰ خود تماشا تھی تماشائی نہ تھی

کیا غرض تھی کیوں وہ ٹھکراتے ہماری لاش کو

جان لینا فرض تھا لازم مسیحائی نہ تھی

درد و غم کے ساتھ کاٹیں ہمنے راتیں ہجر کی

تھی مزے کی اپنی تنہائی کہ تنہائی نہ تھی

آئینہ بھی سامنے اُن کے تھا ہم بھی تھے جلیل

سب کو سکتہ تھا کسی میں تابِ گویائی نہ تھی

غزل نمبر (۱۷)

کیا کیا کمال اس بُتِ بیداد گر میں ہے
فتنہ ہر ایک چشمِ شوخ میں جادو نظر میں ہے

خنجر نہیں کمر میں تو کیا فکر آپ کو
خنجر سے بڑھکے ہی جو نزاکت کمر میں ہے

اعجاز دیکھنا یہ مری چشمِ شوق کا
تو ہے حجاب میں تری صورت نظر میں ہے

اکدن یہی اُٹھے گا قیامت کے بھیس میں
فتنہ جو پائمال تری رہگذر میں ہے

ساقی نہین یہ شوق کہ مین مست جام ہون
مستی وہ چاہتا ہون جو تیری نظر مین ہے

مین شمع کیون جلاؤن شب انتظار مین
اتنی تو روشنی مرے داغ جگر مین ہے

جاتی ہے کب جلیلؔ شہادت کی آرزو
سر ہے جو دوش پر تو یہ سودا ابھی سر مین ہے

غزل نمبر (۷۲)

تری تڑپ جو دلِ بیقرار باقی ہے
کسی کی دی ہوئی اک یادگار باقی ہے

پکارتا ہے جنون ہوش مین آتا ہون
ٹھہر ٹھہر ابھی فصلِ بہار باقی ہے

کچھ ایسی آج پلائی ہے چشم ساقی نے
نہ ہوش ہے نہ کوئی ہوشیار باقی ہے

اُڑا رہے ہین جو وہ خاک میری تربت کی
جتا رہے ہین کہ دل مین غبار باقی ہے

کمالِ عشق تو دیکھو کہ وصلِ یار مین بھی
وہی ہے شوق وہی انتظار باقی ہے

پھرے گی آنکھ تمھاری عدو سے بھی اک دن
یہی جو گردشِ لیل و نہار باقی ہے

کسی شراب کی کیا ہو طلب جلیل مجھے
مے الست کا ابتک خمار باقی ہے

غزل نمبر (۲۳)

تیری چتون کے شہیدون مین یہ ناشاد بھی ہے
او مرے بھولنے والے تجھے کچھ یاد بھی ہے

ڈھونڈھ رکھے ہین ترے دم کیلئے اے بلبل
باغبان تاک مین ہے گھات مین صیاد بھی ہے

کس کو بلبل کی اسیری پہ نہ رونا آیا
انتہا یہ ہے کہ تر دامنِ صیاد بھی ہے

ہم تو مرتے ہین اس اندازِ ستم پر ظالم
کہ وہی پیار کی چتون دمِ بیداد بھی ہے

ناتوانی مین تڑپتا ہون جو بسمل کی طرح
کچھ ہے ہمت مری کچھ درد کی امداد بھی ہے

لالۂ کوہ سے حسرت کی جو بو آتی ہے
اسمین کچھ شرکتِ خونِ سرِ فرہاد بھی ہے

عیدِ قربان کا سمان آج ہے مقتل مین جلیل
سرخرو مین بھی ہون خنجر بھی ہے جلاد بھی ہے

غزل نمبر (۴)

محبت رنگ دے جاتی ہے دل جب دل سے ملتا ہے
مگر مشکل تو یہ ہے دل بڑی مشکل سے ملتا ہے

شہادت کی خوشی ایسی ہے مشتاقِ شہادت کو
کبھی خنجر سے ملتا ہے کبھی قاتل سے ملتا ہے

مری جان آئنے ہین سب یہ صورت دیکھنے والے
اَدا کا دیکھنے والا بڑی مشکل سے مِلتا ہے

یہی کہتے سُنا ہمنے مدینے جانے والون کو
کہ جنّت کا مزہ ہم کو کئی منزل سے ملتا ہے

جلیل اُس سے ہمین ملنا ہے لازم جان دے لے
غرض اس سے نہین ہم کو کہ وہ کس دل سے ملتا ہے

غزل نمبر (۷۵)

اُسنے تاکا تھا جگر تیرِ نظر سے پہلے
دل تڑپ کر یہ پکارا کہ اِدھر سے پہلے

جیسے جیسے درِ دلدار قریب آتا ہی
دل یہ کہتا ہی کہ پہونچون نظر سے پہلے

دل چُرانے کی اَدا خاص ہو اکرتی ہی
دیکھ لیتے ہین وہ دُزدیدہ نظر سے پہلے

ہے حسینون مین اُسی پر مجھے دعویٰ دل کا
جسنے دیکھا تھا لگاوٹ کی نظر سے پہلے

مین تو کہتا ہون لگانے دو گلے خنجر کو　　وہ یہ کہتے ہین لگا لون مین کمر سے پہلے

بے حجابی جو یہی ہے تری شوخ آنکھونکی　　رسم پردے کی اُٹھے گی اسی گھر سے پہلے

کہہ گیا آج وہ بیدردو گلے ملکے جلیل

ہم نہ واقف تھے ترے دردِ جگر سے پہلے

غزل نمبر (۷۶)

تری چتون تو او بیداد گر کچھ اور کہتی ہے

زبان کچھ اور کہتی ہے نظر کچھ اور کہتی ہے

صبا نے بلبل و گل مین شگوفہ چھوڑ رکھا ہے

اُدھر کچھ اور کہتی ہے اِدھر کچھ اور کہتی ہے

ہوئی برخاست بزمِ عیش تو عبرت پکار اُٹھی

ذرا ٹھہرو ابھی شمعِ سحر کچھ اور کہتی ہے

مسیحائی کو اپنی آپ رکھ چھوڑیں مین باز آیا
یہان اب شدّتِ دردِ جگر کچھ اور کہتی ہے

جلیل اغیار نے غمّاز یان کین فتنہ سازی کی
یہ سب سچ ہے تری قسمت مگر کچھ اور کہتی ہے

غزل نمبر (٦٧)

کتنی گہری ہے مرے ساقی کی نظر ہوتی ہے
مجکو پہروں مین کہین اپنی خبر ہوتی ہے

زُلف و رُخ دیکھ کے پھر کسکو خبر ہوتی ہے
صبح ہوتی ہے کدھر شام کدھر ہوتی ہے

حشر کیا ہوش مین لائیگا ترے مستون کو
پھک چکا صُور مگر کس کو خبر ہوتی ہے

جامِ مے شیشۂ لبریز کا دیتا ہے پتا
دل بھر آتا ہے جبھی آنکھ بھی تر ہوتی ہے

لطف بھی قہر سے خالی نہین معشوقون کا
تیر ہوتی ہے جو سیدھی سی نظر ہوتی ہے

فکرِ دُنیا سے غرض ہے نہ خبر عقبیٰ کی
زندگی تو ترے مستون کی بسر ہوتی ہے

بیوفائی کا ہو شکوہ کہ ستم کی فریاد سب کا توڑا ایک لگاوٹ کی نظر ہوتی ہے

خیر ہم شام غریبی کی مناتے ہین جلیل

جسکے سایے مین غریبون کی بسر ہوتی ہے

غزل نمبر (۶۸)

دیدار کی ہوس ہے نہ شوق وصال ہے آزاد ہر خیال سے مست خیال ہے

جائے کبھی نہ دل سے وہ تیرا خیال ہے آئے کبھی نہ دل مین وہ تیری مثال ہے

کہدو یہ کوہکن سے کہ مرنا نہین کمال مر مر کے ہجر یار مین جینا کمال ہے

آنکھین بتا رہی ہین کہ جاگے ہو رات کو ان ساغرون مین بوئے شراب وصال ہے

یہ اشک خون نہین جو ٹپکتے ہین آنکھ سے کچھ ماجرا جگر کا ہے کچھ دل کا حال ہے

رحمت کا جسنے حشر مین دریا بہادیا وہ ایک قطرۂ عرق انفعال ہے

ان کا گر خون سے ملکے ہوا کون سرخرو ہم ہاتھ مل رہے ہین حنا پائمال ہے

برسائو تیر مجھ پہ مگر آتنا جان لو　　پہلو مین دل ہی دلمین تمہارا خیال ہے

اس محویت پہ آپ کی قربان اے جلیل

اتنا نہین خیال کہ کس کا خیال ہے

غزل نمبر (۷۹)

تصویرِ شوخ یار کی کیا چال کرگئی　　اندر ہی اندر آنکھ سے دلمین اُتر گئی

اے تیغِ ناز چل بھی جو گزری گزر گئی　　اب پانی لیکے آئی ہی جب جان مر گئی

جائینگے جاتے جاتے یہ قسمت کے پیچ ہین　　کیا زلف ہے کہ ہاتھ لگا اور سنور گئی

تم نے تو میری جان کو سایا بنالیا　　چلتے ہوے چلی گئی ٹھہرے ٹھہر گئی

گلرنگ آنکھین ہو گئین ساقی کی یادمین　　فصلِ بہار آکے مرے جام بھر گئی

ہر ایک سے یہ کاکلِ لیلےٰ کا تھا گلہ　　مجنون کی آہ مجکو پریشان کر گئی

بن ٹھن کے وہ اِدھر سے گذرنا کسی کا ہاے

کیا کہئے اے جلیل جو دل پر گذر گئی

غزل نمبر (۸۰)

اک سنگدل حسین کو دلبر بنائینگے
ہم بھی جگر کو آج سے پتھر بنائینگے

انکی بلا سے رات گزر جائے وصل کی
بیٹھے وہ اپنی زلف معنبر بنائینگے

اہل غرض کو منہ نہ لگا دبلا کے ہین
یوسف کہین گے تمکو پیمبر بنائینگے

نازک سی اک ادا وہ نکالینگے قتل کو
جیسے ہین آپ ویسا ہی خنجر بنائینگے

چلو سے آج کام نکالین گے ساقیا
ساغر نہین تو ہاتھ کو ساغر بنائینگے

آثار کہہ رہے ہین یہ طالع کے اے جلیل
میرے حضور مجکو سکندر بنائینگے

غزل نمبر (۸۱)

ملائیے نہ مجھے خاک مین خدا کیلئے
ملیگا پھر نہ کوئی آپکو جفا کیلئے

دل و جگر مرے دونوں ہیں دلربا کیلئے
کوئی نگہ کے لئے ہر کوئی ادا کیلئے

فلک سے تم ہو سوا تم سے بڑھکے دل میرا
ملے ہیں مجھکو بہت مہربان جفا کیلئے

خدا کے سامنے جانا ہے ایک روز جلیل
بتوں کے عشق سے توبہ کرو خدا کیلئے

غزل نمبر (۸۲)

کیا ملا تمکو مرے عشق کا یرچا کرکے
تم بھی رسوا ہوے آخر مجھے رسوا کرکے

مجھپہ تلوار کا احسان نہوا خوب ہوا
مار ڈالا تری آنکھوں نے اشارا کرکے

ہر مرض کیلئے خالق نے دوا پیدا کی
مجھکو بیمار کیا تم کو مسیحا کرکے

تم نے کی وعدہ خلافی تو نئی بات نہیں
سبھی معشوق مکر جاتے ہیں وعدا کرکے

شکر اس بندہ نوازی کا ادا کیا ہو جلیل
میرے سرکار نے رکھا مجھے اپنا کرکے

غزل نمبر (۸۳)

یہ کہہ گیا بُتِ نا آشنا سُنا کے مجھے
کہ آپ مین نہین رہتا ہی کوئی پا کے مجھے

ادا سے کھینچ رہا ہے کمان وہ تیر انداز
قضا پکار رہی ہے ذرا بچا کے مجھے

نقاب کہتی ہے مین پردۂ قیامت ہون
اگر یقین نہ ہو دیکھ لو اُٹھا کے مجھے

تمہارے واسطے اس دل کا مول ہی کیا ہی
ادا سے دیکھ لو اک دن نظر اُٹھا کے مجھے

بتون کو تاکتے گزری ہے شرم آئے گی
جلیل لے نہ چلو سامنے خدا کے مجھے

غزل نمبر (۸۴)

اُنکو خرامِ ناز کی عادت نہین رہی
برپا گلی مین قیامت نہین رہی

اظہارِ حال پر مجھے قدرت نہین رہی
اُنکو یہ وہم ہے کہ محبت نہین رہی

اُن کو ستم کا شوق ہوا کیا بُرا ہوا یہ تو ہوا کہ ہم سے وہ نفرت نہیں رہی

اس بت کا بے نقاب نکلنا غضب ہوا توبہ کسی کی آج سلامت نہیں رہی

ناصح سے یہ کہو کہ نہ تکلیف کیجیے مجکو خیالِ یار سے فرصت نہیں رہی

کیا خاک چاہ پیار کی باتیں کرے جلیل
وہ دل نہیں رہا وہ طبیعت نہیں رہی

غزل نمبر (۵۸)

نگاہ پھیر لی محوِ جمال کر کے مجھے ستم ہے چھوڑ گئے وہ حلال کر کے مجھے

دکھا کے نقشِ قدم کہہ رہی ہے قبر مری کوئی گیا ہے ابھی پائمال کر کے مجھے

نہ تھا خیال کہ دیتا ہے بے طلب وہ کریم ہوئی ہے کیسی خجالت سوال کر کے مجھے

کسی سے ملنے کے قابل ہی اب رہا ہی نہیں وہ خوش ہیں مستِ شرابِ وصال کر کے مجھے

جلیل دردِ محبت بہت ستاتا ہے
غریب جان کے بیکس خیال کر کے مجھے

غزل نمبر (۸۶)

دِن کی آہین نہ گیئن، رات کے نالے نہ گئے
میرے دلسوز مرے چاہنے والے نہ گئے

میری آہون سے شبِ وصل وہ کیا اُلجھے ہین
گوشے آنچل کے جو رخسار پہ ڈالے نہ گئے

کوئی شب ایسی نہ گزری کہ بنا کر گیسو
سیکڑون بل مری تقدیر مین ڈالے نہ گئے

تم سے ارمان ہمارے جو نہ نکلے نہ سہی
اپنے خنجر کے بھی ارمان نکالے نہ گئے

اپنا دیوان مرقّع ہے حسینون کا جلیل
نکتہ چین تھک گئے کچھ عیب نکالے نہ گئے

غزل نمبر (۸۷)

میکدے پر جو گھٹا چھائی ہے　　یہ بھی پینے کے لئے آئی ہے

تھک کے بیٹھوں تو یہ کہتا ہے جنون　　دو قدم کوچۂ رسوائی ہے

اب نہین کا نہین موقع ساقی　　پھول لا پھول بہار آئی ہے

گدگدا دیتی ہے دل کو ظالم　　شوخ کتنی تری انگڑائی ہے

ہم جو مر مر کے جیا کرتے ہین　　یہ محبت کی مسیحائی ہے

تم پہ جس روز سے آیا ہے شباب　　باغ عالم مین بہار آئی ہے

وہ ہے پردے مین مگر پھر بھی جلیل
سارے عالم سے شناسائی ہے

U811

غزل نمبر (۸۸)

زُلفِ لیلےٰ نہین تو پھر کیا ہے | دل کو سودا نہین تو پھر کیا ہے
تیری زلفِ سیہ کے حلقے مین | دل ہمارا نہین تو پھر کیا ہے
مرتے مرتے نہ نکلے جو دل سے | وہ تمنّا نہین تو پھر کیا ہے
پند سودائیون کو اے ناصح | تجکو سودا نہین تو پھر کیا ہے
دل نہین مانگتے مگر چپ ہو | یہ تقاضا نہین تو پھر کیا ہے
زخم سے جان آگئی قاتل | تو مسیحا نہین تو پھر کیا ہے

لوگ جس کو جلیل کہتے ہین!
تیرا شیدا نہین تو پھر کیا ہے

غزل نمبر (۸۹)

خوب بر دہ یہ نکالا ہے ستمگر تونے
آنکھ سے چھپ کے مرے دل میں کیا گھر تونے

آفریں ہے تجھے او دل کے لٹانے والے
تیر مارا نہ چلایا کوئی خنجر تونے

محتسب تجھ پہ ہے دو خون کا دعوی مجکو
دل مرا توڑ دیا توڑ کے ساغر تونے

سارے عالم میں ہے چرچا مری بیتابی کا
مجکو رکھا نہ کہیں کا دلِ مضطر تونے

حشر کے روز مجھے کہکے گنہگار اپنا
بات رکھ لی مری اے داورِ محشر تونے

بیخودی میں تھا ہم آغوش کسی سے میں جلیل
کھو دیا لطف مرا ہوش میں آکر تونے

غزل نمبر (۹۰)

تیغِ قاتل نے عجب رنگ جما رکھا ہے
خون کا نام ستمگر نے حنا رکھا ہے

آئینہ بھی یہ سمجھتا ہے کہ معشوق ہے تو
تیری تصویر کو سینے سے لگا رکھا ہے

آپ ہنستے ہیں نہیں آپکو زیبا ہے ہنسی
آپنے کیوں مرے زخموں کو ہنسا رکھا ہے

کیا قیامت ہے کہ مشتاق بنا کر مجکو
اُسنے دیدار قیامت پہ اُٹھا رکھا ہے

نگہِ مست نہیں ہوش میں آنے دیتی
بے پلائے مجھے ساقی نے لٹا رکھا ہے

شاہ کی مدح سے ہر شعر میں تاثیر جلیل
ورنہ ظاہر ہے کہ الفاظ میں کیا رکھا ہے

غزل نمبر (۹۱)

کر کے وابستہ گیسوئے پریشان تو نے
کس بلا مین مجھے ڈالا دلِ نادان تو نے

آئینے پر ہے بہت چشمِ عنایت تیری
ابھی دیکھا نہین میرا دلِ حیران تو نے

لطفِ دیدار سے محروم رہا جاتا ہون
کھو دئے ہوش مرے جلوۂ جانان تو نے

مین تو قائل ہون کرامت کا تری پیرِ مغان
دھو دیا مے سے مرا دفترِ عصیان تو نے

دل کی رونق ہے حسینون کے تصور سے جلیلؔ
خوب آباد کیا خانۂ ویران تو نے

غزل نمبر (۹۲)

مفت مین توڑ کے رکھدی ہی تو با تو نے
کام پتھر کا کیا شیشۂ صہبا تو نے

وصل سے بڑھکے ہی میرے دلِ محزون کیلیے
یہ مسرت کبھی [illegible] ل وعدا تو نے

صدمۂ ہجر کا اندازہ ہو کیونکر تجھکو
ٹکڑے ہوتے نہین دیکھا ہی کلیجا تو نے

تو نگاہون مین تصوّر مین جگر مین دلمین
فائدہ کیا جو کیا آنکھ سے پردا تو نے

کس قدر ہوشربا ہی نگہِ مست تری
اُسکو دیکھا نہ سنبھلتے جسے دیکھا تو نے

ہم نہ کہتے تھے نہین طاقتِ دیدار جلیل
کیا ہُوا جلوہ گہِ ناز مین دیکھا تو نے

غزل نمبر (۹۳)

کیوں کرے ترک ستم وہ ستم ایجاد ابھی
اور ہے ایک بسا نا عدم آباد ابھی

کیا تماشا ہے وہ کرتے ہیں ستم سے توبہ
دل سے آئی نہیں لب تک کے فریاد ابھی

ہائے پھر چھیڑ دیا ذکرِ گلستاں تو نے
خشک آنسو نہ ہوئے تھے مرے صیّاد ابھی

ہو گئے نذرِ خزاں پھول ہزاروں لیکن
رنگ رُخ سے ہے چمن عالمِ ایجاد ابھی

شررِ سنگ سے پیدا ہے کہ باقی ہے جلیلؔ
اثرِ گرمیِ خونِ سرِ فرہاد ابھی

غزل نمبر (۹۴)

ہم دیکھنے والے تری مستانہ ادا کے
ساقی نہیں محتاج مئے ہوش ربا کے

پلکیں ہیں بلا۔ آنکھ بلا زلف بلا ہے
کیونکر نہ کہیں سب کہ حسین تم ہو بلا کے

کس گل نے چڑھائے تھے کہ بُو دیتے ہین اتبک
مُرجھائے ہوے پھول مزار شہدا کے

سوجھی بھی تو کب چارہ گری کی تجھے سوجھی
قابل نہ رہے جب ترے بیمار دوا کے

جام و مئے و مینا کی حقیقت ہمین معلوم
سب ہین یہ کرشمے نگہ ہوش ربا کے

قابل پہ جلیل آ نہین سکتا کوئی الزام
کام اسکی ادا کرتی ہے پردے مین قضا کے

غزل نمبر (۹۵)

بچپن سے اُن کی آنکھ مین شوخی بلا کی ہے
بجلی مین ابتداسے تڑپ انتہا کی ہے

سچ پوچھیے تو نالۂ بلبل ہے بے خطا
پھولون مین ساری آگ لگائی صبا کی ہے

کیا کیجیے کہ فاش نہو پردۂ جنون
مثلِ خبر اُڑی ہوئی دھجّی قبا کی ہے

یہ شامیانہ خاص ہے مستون ہی کے لئے
چھائی ہوئی مزار پہ رحمت خدا کی ہے

شاید اسی طرف سے قیامت بھی آئے گی
بیٹھی ہوئی جو ڈاک ترے نقشِ پا کی ہے

صد آفرین ہے قاتلِ رنگین مزاج کو
شرکت حنا کے رنگ مین خونِ وفا کی ہے

کیا کیا ہین گُن جلیل کے دلمین بھرے ہوے
صورت جو دیکھئے تو بڑے پارسا کی ہے

غزل نمبر (۹۶)

اِس شان سے وہ آج پئے اِمتحان چلے
فتنون نے پاؤن چوم کے پوچھا کہان چلے

اپنی اَدا سے نیم نگاہی کا واسطہ
لے بے خبر خبر کہ ترے نیمجان سے چلے

اُٹھتا ہون مین جو دشت سے جانے کو ای جنون
کہتے ہین خار تھام کے دامن کہان سے چلے

اپنی رگِ گلو سے کہ اِک شاہراہ ہے
خنجر چلے چھری چلے تیغ رواں سے چلے

آنکھون مین کون آکے الٰہی نکل گیا
کس کی تلاش مین مرے اشکِ رواں چلے

ہمراہ ساتھیون کے ہمارا یہ حال ہے
جیسے غبارِ راہ پسِ کاروان سے چلے

جتنے اُٹھے تھے خاک سے پھر خاک ہو گئے
محشر مین اِس اَدا سے وہ دامن کشان چلے

جب مین چلون تو سایہ بھی اپنا نہ ساتھ دے

جب تم چلو زمین سے چلے آسمان سے

ذکرِ حبیب سے ہو نہ غفلت کبھی جلیل

چلتا رہے یہ کام بھی جب تک زبان چلے

غزل نمبر (۹۷)

ہو جائینگے آگاہ مرے دردِ جگر سے
اتنا ہو کہ ملجائے نظر اُنکی نظر سے

بجلی جو گری چرخ سے پھر چرخ پہ پہونچی
لیکن وہ نہ سنبھلا جو گرا تیری نظر سے

تو اے دلِ صد چاک رہے شانۂ دلدار
سایہ نہ اُٹھے زلفِ سیہ کا ترے سر سے

یان دیکھ کے تیور ہی ہوا خاتمہ اپنا
اب آپ نکالا کرین تلوار کمر سے

تعلیمِ ادا کی اُنھین حاجت نہین ہوتی
بُت آتے ہین سیکھے ہوئے اللہ کے گھر سے

جب آتے ہین سُن جاتے ہین اُلفت کا فسانہ
کچھ میرے لبِ خشک سے کچھ دیدۂ تر سے

اور آگ لگائے گا جلیل آپ کا رونا
بجھتی ہے کہین دل کی لگی دیدۂ تر سے

غزل نمبر (۹۸)

سُرخروئی بے پسے کیونکر حنا پیدا کرے
خون ہو جب دل تو رنگِ مدّعا پیدا کرے

اِک ذرا چٹکی سے مَلکر دیکھئے دل کی بہار
بُوے گُل دینے لگے رنگِ حنا پیدا کرے

گُل جہان کِھلتے تھے وان ہم نے دل اپنا رکھدیا
آج دیکھین کیا اثر بادِ صبا پیدا کرے

جس کا غازہ عہدِ طفلی مین ہو خُونِ عاشقان
دیکھیے اُسکی جوانی رنگ کیا پیدا کرے

ہو رسائی تیرے قدموں تک خدا کی شان ہے

بات جو ہم سے نہ پیدا ہو حِنا پیدا کرے

اُس کا جلوہ دل نشین، رُخ دلنشین، خود دلنشین

پھر خیالِ غیر کیونکر دل مین جا پیدا کرے

صورت و سیرت مین یکسان ہون حسین تو لطف کیا

چاہیے ہر پھول رنگ و بُو جُدا پیدا کرے

مبت بنو تو یون بنو ترین عدو بھی بات کو

بات اتنی تو لبِ معجز نما پیدا کرے

قدردان جسکو شہِ آصف سا ملجائے جلیل

نام پھر کیونکر نہ وہ نامِ خدا پیدا کرے

غزل نمبر (۹۹)

مار ڈالا مسکرا کر ناز سے
ہان مریجان پھر اسی انداز سے

کسنے کہدی اُنسے میری داستان
چونک چونک اُٹھتے ہین خواب ناز سے

دردِ دل پہلے تو وہ سُنتے نہ تھے
اب یہ کہتے ہین ذرا آواز سے

پھر وہی وہ تھے وہان اور کچھ نہ تھا
جسطرف دیکھا نگاہِ ناز سے

مٹ گئے شکوے جب اُسنے اے جلیل
ڈالدین باہین گلے مین ناز سے

غزل نمبر (۱۰۰)

وصل کی شب سے نہین کم شبِ فرقت میری
میرے پہلو سے لگی سوتی ہے قسمت میری

LIBRARY
OSMANIA UNIVERSITY
HYDERABAD

آئینے سے اُنھین کچھ اُنس نہین بات یہ ہے
چاہتے ہین کوئی دیکھا کرے صورت میری

پی گیا اشک جو مین اور ہوا جوشِ الم
میری آنکھون سے ٹپکنے لگی حسرت میری

چشمِ خونریز سلامت رہے تیری قاتل
نہین محتاج شہادت کی شہادت میری

مین یہ سمجھون کوئی معشوق مرے ہاتھ آیا
میرے قابو مین جو آجاے طبیعت میری

اُن سے اظہارِ محبت جو کوئی کرتا ہے
دُور سے اُس کو دکھا دیتے ہین تربت میری

جاتے جاتے وہ یہی کرگئے تاکید جلیل
دل مین رکھئے گا حفاظت سے محبت میری

غزل نمبر (۱۰۱)

بے پیئے کہتے ہین سب رندِ مے آشام مجھے
بیخودی تونے کیا مُفت مین بدنام مجھے

مین نہ سمجھا تھا کہ مے اتنی گران قیمت ہے
پارسائی ہوئی صدقے تو پلا جام مجھے

لے چلا دِل طرفِ یار خدا خیر کرے
پھر اُسی دشمنِ ایمان سے پڑا کام مجھے

کسی بے درد کا درپردہ اشارہ ہوگا
لینے دیتا نہین دردِ جگر آرام مجھے

مین مصیبت مین پڑا شوقِ شہادت کہکر
ہرادا دینے لگی قتل کا پیغام مجھے

درِ ساقی پہ صدا دیر سے دیتا ہے جلیل
واسطہ ساقیِ کوثر کا کوئی جام مجھے

غزل نمبر (۱۰۲)

خرامِ ناز مین شوخی بھی ہے نزاکت بھی
حنا بھی پِس گئی رفتار پر قیامت بھی

ہجومِ غم بھی ہے اندوہ بھی ہے حسرت بھی
عجیب شان سے رہتی ہے دل مین اُلفت بھی

اُدا سے چلتے ہوے آرہے ہین محشر مین
وہ چاہتے ہین کہ پامال ہو قیامت بھی

چمن کی سیر مری آنکھ سے کوئی دیکھے
کلی کلی مین تری بو بھی ہے نزاکت بھی

اِدھر سوال ستم چھوڑیئے خدا کے لئے
اُدھر جواب۔ بدلتی کہین ہی فطرت بھی

جو داغِ دل مین ہے سرخی وہ اور ہی شے ہی
حنا کا رنگ بھی دیکھا ہے گُل کی رنگت بھی

کشش یہ حُسن کی دیکھو کہ بہرِ نظّارہ،
اِدھر ہم آئے اُدھر آگئی طبیعت بھی

جفا ہو۔ ظُلم ہو۔ آفت ہو۔ کچھ ملال نہین
غلط نہین کہ عجب چیز ہے محبّت بھی

جلیل خیر تو ہے کس سے دل لگا آئے
کہ ترے آنکھ بھی بدلی ہوئی ہی رنگت بھی

OSMANIA UNIVERSITY
HYDERABAD-7
تمام شد بتاریخ ۱۲ جمادی الاول ۱۳۴۱ھ
Post Graduate Library
College of Arts & Commerce, O. U.